مجرائی! بزمِ شاہ میں آہ و بکا رہے
گلشن میں بلبلوں کی فغاں کی صدا رہے

انساں کو چاہیے کہ خیالِ قضا رہے
ہم کیا رہیں گے، جب نہ رسولِؐ خدا رہے

مرنے کو ہم بھی آتے ہیں جلد، اے مجاورو!
نزدیک کفش کن کے ہماری بھی جا رہے

چھٹتا ہے اُن سے کب کوئی مضمونِ گریہ خیز
جو مدتوں شناورِ بحرُ البکا رہے

اُس کو کسی مرض سے نہ پہنچے جہاں میں رنج
بازو پہ جس کے صُرّۂ خاکِ شفا رہے

کیا قہر ہے، امام کو پہنائیں بیڑیاں
حبل المتیں جو ہو، وہ رسن میں بندھا رہے

کشتی کو اُس کی موجِ حوادث سے خوف کیا
بحرِ جہاں میں جس کا علیؑ ناخدا رہے

چکّی وہ پیسے خلق میں، کیوں چرخِ دانہ رُو
خدمت گزار جس کی سدا آسیا رہے

کرتے ہیں مدح گوہرِ دندانِ شاہ ہم
کچھ دن صدف میں اور دُرِ بے بہا رہے

بھٹکے جنابِ حُرؑ بھی بہت راہِ راست سے
ہر پھر کے پھر نجات کے رستے پہ آ رہے

دنیا کا بھی محل ہے عجب عاریت سرا
ہم آج رہ کے اُٹھ گیے، کل اور آ رہے

یارب! ہو بیچ میں لحدِ ذاکرِ حسینؑ
ہو اِس طرف نجفؑ تو ادھر کربلا رہے

زینبؑ کو آ رہی تھی صدا شہ کی، بعدِ قتل
اب تا بہ حشر تم سے بہن، ہم جدا رہے

بحرِ جہاں میں قطروں نے کیا سر اٹھائے ہیں
دیکھیں کہ اِن حبابوں کی کب تک ہوا رہے

اللہ! کیا نمک ہے کلامِ انیسؔ میں
دشمن بھی گر پڑھے تو زباں پر مزا رہے